سوال

رے کر(5:511 سکتے ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سفر میں زیادہ عمرے کرسکتے ہیں؟ (محمد بشیر الطیب، کویت)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

رایک سفر میں بھی متعدد عمرے کرنا درست ہے، اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَائٌ إِلاَّ الْجَنَّةَ۔)) (متفق علیہ) 2

ہ وسلم نے فرمایا: ''عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے، جو موجودہ اور گزشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔'']

ں اور مسافروں دونوں کو شامل ہے ایک مقیم یا مسافر نے عمرہ کیا آٹھ دن یا کم وبیش دن ٹھہر کر اس نے دوسرا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کے دونوں عمروں کے درمیانہ وقفہ کا کفارہ ہوجائے گا، اس حدیث کو دو سفروں میں دو عمروں کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل ن

۲۔ ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ

غیرۃ

نضلۃ

حَجَّةً)) (متفق علیہ) 1

ہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔'']

حدیث بھی عام ہے مکہ مکرمہ میں مقیموں اور مسافروں دونوں کو شامل ہے۔ پھر متعدد رمضانوں میں متعدد عمروں اور ایک رمضان میں متعدد عمروں کو بھی تناول ہے۔ ان صور متعددہ سے کسی ایک صورت کے ساتھ اس حدیث کو بھی خاص کرنے کی کوئی دلیل نہینہ قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۳۔ ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلاَّ الْجَنَّةَ)) 2

پے درپے حج اور عمرہ کرو۔ بے شک یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں، جس طرح (آگ کی) بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔ حج مقبول کا ثواب صرف جنت ہے۔'']

حدیث بھی عام ہے مسافروں کو بھی شامل ہے ایک سفر میں متعدد عمروں کو بھی تناول ہے، اس حدیث کو بھی کسی ایک صورت کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں نہ قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔

جِهَادٌ [illegible]

علیہما ان پر وہ جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں۔ حج اور عمرہ۔''] 1

حدیث بھی عام ہے، پھر اس میں عمرہ کو جہاد کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور معلوم ہے کہ ایک سفر میں متعدد غزوات درست ہیں، جیسے حضر میں... وقفہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

نسائی

لعمرۃ

۵۔ ((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: وَفْدُ اللّٰهِ ثَلاَثَةٌ اَلْغَازِي وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ)) (رواہ النسائی)

مہمان تین ہیں۔ مجاہد... حج کرنے والا... اور عمرہ کرنے والا۔'']

ں عام ہے مقیم اور مسافر دونوں کو شامل ہے، پھر ایک سفر میں ایک عمرہ کرنے والے اور ایک سفر میں زیادہ عمرے کرنے والے دونوں کو تناول ہے، تخصیص کی کوئی دلیل نہیں نہ تو قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔

... رحمہ اللہ تعالیٰ... حدیث: ((العمرۃ إلی العمرۃ کفارۃ لما بینھما)) تشریح [illegible] استحباب الاستکثار من الاعتمار خلافا لقول من قال: یکرہ أن یعتمر فی السنۃ أکثر من مرۃ کالمالکیۃ۔ ولمن قال: یکرہ أکثر من مرۃ فی الشھر من غیرھم۔ واستدل للمالکیۃ بأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعلھا إلا من سنۃ إلی سنۃ، وأ

م شوکانی... رحمہ اللہ تعالیٰ... کی یہ تشریح جس طرح پہلی حدیث کی تشریح ہے، اسی طرح مندرجہ بالا باقی چار حدیثوں کی بھی تشریح ہے۔

تو اثر جو علی میں رضی اللہ عنہ قال : فی کل شہر عمرۃ ۔ (رواہ الشافعی) بی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی عام ہے ، مقیم و مسافر دونوں کو شامل ہے ، آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ، ایک ماہ میں ایک عمرہ والی تقیید بھی درست نہیں ۔

رہا یہ مسئلہ کہ آفاقی مکہ معظمہ میں رہ رہا ہے ، عمرہ کرنا چاہتا ہے تو احرام کہاں سے باندھے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تنعیم مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احرام باندھ سکتا ہے ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

باقی ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک وقفہ کی تعیین و تحدید کتاب و سنت میں کہیں وارد نہیں ہوئی ۔ عمرہ کرنے والا جتنا وقفہ مناسب سمجھے اتنا وقفہ کرلے یہ چیز عمرہ کرنے والے کی صواب دید کے سپرد ہے ۔

۔ ۱ ۸ ۱۴۲۳ھ

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02ص444

محدث فتویٰ